باب 4: مالیاتی پالیسی

کووڈ کے دوران اپنائی گئی مالیاتی احتیاط کے دو سال گذرنے کے بعد مالی سال 22ء میں بجٹ سے بالا اور بڑی مالیاتی توسیع دیکھی گئی۔ مجموعی اخراجات میں اضافے سے ٹیکس محصولات میں ہونے والی خاطر خواہ نمو پس منظر میں چلی گئی اور مالی سال 22ء کے دوران مالیاتی خسارہ بڑھ کر جی ڈی پی کا7.9 فیصد ہوگیا، جو گذشتہ مالی سال 6.1 فیصد تھا۔بنیادی توازن اور محصولات کے توازن میں بھی بگاڑ دیکھا گیا جس سے مجموعی محصولات کی نسبت اخراجاتِ جاریہ اور غیر سودی اخراجات میں اضافے کی عکاسی ہوتی ہے۔ سہ ماہی تجزیے سے نشاندہی ہوتی ہے کہ مالی سال کے آگے بڑھنے کے ساتھ ساتھ مالیاتی اظہاریے بگڑتے گئے۔خاص طور پر، زیادہ گرانٹس، گردشی قرضے کے بندوبست کے منصوبے (سی ڈی ایم پی) اور پٹرولیم مصنوعات پر زرِ اعانت کے تحت گردشی قرضے کے تصفیے کے درمیان آخری سہ ماہی کے دوران اخراجاتِ جاریہ میں تیزی سے اضافہ ہوا۔ دریں اثنا، بڑھتی ہوئی شرح سود کے باعث بلند سودی اخراجات نے بگڑتے ہوئے مالی توازن کو مزید بگاڑ دیا۔محصولات میں سارا اضافہ ٹیکس محصولات کی وجہ سے ہوا ،جس نے غیر ٹیکس محصولات میں کمی کو مؤثر طریقے سے پورا کیا۔مستحکم معاشی سرگرمیوں، مالیاتی اقدامات اور مسلسل انتظامی کوششوں کی بدولت ایف بی آر کا نظرثانی شدہ اضافی ہدف بھی کامیابی سے حاصل کر لیا گیا۔تاہم دوسری طرف مالی سال 22 ء کے دوران غیر ٹیکس محصولات میں کمی واقع ہوئی۔سب سے پہلے، منافع کی منتقلی کا دورانیہ بدلنے سے اسٹیٹ بینک کا منافع جزوی طور پر منتقل ہوا۔دوسرا، مالی سال کی چوتھی سہ ماہی میں پیٹرولیم ڈیولپمنٹ لیوی ہٹانے سے محصولات کی وصولی کم ہوئی۔اُدھر صوبوں نے اپنی مالی استحکام کی کوششوں کو جاری رکھتے ہوئے مشترکہ فاضل رقم فراہم کی جو مالی سال 22 ء میں جی ڈی پی کے 0.5 فیصد کے مساوی ہے ۔صوبائی فاضل رقم نے مجموعی مالیاتی خسارے پر قابو پانے میں مدد کی۔

4 مالیاتی پالیسی

4.1 مالیاتی رجحانات اور پالیسی جائزہ

مالی سال 22ء کے دوران مالیاتی کارکردگی ناقص رہی جبکہ گذشتہ سال نمایاں بہتری آئی تھی۔ زیرِ جائزہ عرصے کے دوران مالیاتی خسارہ بڑھ کر جی ڈی پی کا 7.9 فیصد ہو گیا جبکہ گذشتہ سال یہ خسارہ 6.1 فیصد رہا تھا (**جدول 4.1**)۔ بنیادی خسارہ مالی سال 21ء کے دوران 1.2 فیصد رہا تھا جو دگنے سے زائد ہو کر جی ڈی پی کا 3.1 فیصد ہو گیا، اس سے محصولات کے مقابلے میں غیر سودی اخراجات میں زیادہ نمو ظاہر ہوتی ہے۔ یکجائی کے دو سال بعد، یہ ایک ایسے وقت بڑے اور غیر منصوبہ جاتی مالیاتی محرّک کا اظہار کرتا ہے جب معیشت کووڈ سے مستحکم انداز میں بحال ہو رہی تھی۔ بجٹ میں درج شدہ مجموعی اور بنیادی خسارے جی ڈی پی کا بالترتیب 6.3 فیصد اور 0.7 فیصد تھے۔ محصولات کا خسارہ بھی مالی سال 21ء کے 3.9 فیصد سے بڑھ کر مالی سال 22ء میں جی ڈی پی کے 5.2 فیصد تک پہنچ گیا۔ مالیاتی اظہاریوں میں بگاڑ کی وجہ اخراجات میں تیزی سے اضافہ ہے، جس نے محصولات میں خاطر خواہ اضافے کو زائل کر دیا۔ دوسری طرف، صوبوں نے مالی سال 22ء میں جی ڈی پی کی 0.5 فیصد مشترکہ طور پر فاضل رقم جمع کرائی جو گذشتہ سال 0.6 فیصد رہی تھی۔[1]

کل اخراجات سال بسال بنیادوں پر 29.0 فیصد بڑھ گئے جن میں ایک سال پہلے 6.8 فیصد کی معمولی نمو دیکھی گئی تھی۔[2] رواں اور ترقیاتی دونوں طرح کے اخراجات نے اس نمو کو بڑھایا۔ رواں اخراجات میں اضافہ سود کی بڑھتی ہوئی ادائیگیوں، سماجی تحفظ کی رقوم اور زرِ اعانت کی بنا پر ہوا۔ گردشی قرضے کے بندوبست کا منصوبہ، وزیرِ اعظم کے ریلیف پیکج کے تحت پٹرولیم مصنوعات پر زرِ اعانت کا غیر منصوبہ جاتی اجرا اور صنعتی سپورٹ پیکیج وہ مدات تھیں جن سے مجموعی زرِ اعانت میں ہدف سے زائد اضافہ ہوا۔[3] جہاں تک سودی اخراجات کا سوال ہے تو قرض کی بیشتر ادائیگیاں ملکی شرح سود میں تیز رفتار اضافے کی بنا پر ہوئیں جبکہ قرضوں کا حجم بھی بڑھتا رہا۔ زیرِ جائزہ عرصے میں ترقیاتی اخراجات میں بھی 26 فیصد سال بسال اضافہ درج کیا گیا جبکہ مالی سال 21ء میں یہ 9.3 فیصد رہا تھا۔[4] اس کو مہمیز زیادہ تر صوبائی اخراجات سے ملی، کیونکہ وفاقی حکومت نے ترقیاتی اخراجات میں کمی کی۔

شکل 4.1: مالیاتی اظہاریے – سہ ماہی

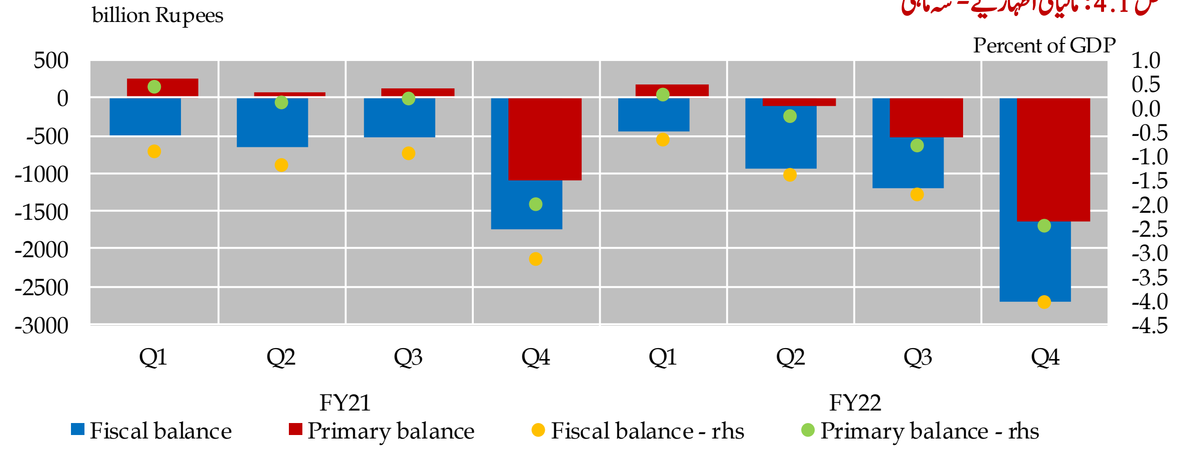

Source: Ministry of Finance

---

1 مالی سال 22ء میں صوبائی فاضل رقم 351 ارب روپے جمع ہوئی جو گذشتہ مالی سال 263.3 ارب روپے رہی تھی۔ مالی سال 22ء کے لیے بجٹ کا ہدف 570 ارب روپے تھا۔

2 مطلق معنوں میں مالی سال 22ء کے دوران مجموعی اخراجات 133 کھرب روپے کے ہوئے جبکہ ہدف 85 کھرب روپے تھا۔ مالی سال 21ء میں 103 کھرب روپے کے اخراجات ہوئے تھے۔

3 حکومت نے سی ڈی ایم پی کے تحت 564 ارب روپے جاری کیے، وزیرِ اعظم کے ریلیف پیکیج کے تحت 241.4 ارب روپے، اور صنعتی تعاون کے لیے 132.3 ارب روپے جاری کیے (صنعتی شعبے کو رعایتی ایل این جی کی فراہمی سمیت)۔ یہ تمام زرِ اعانت مل کر جی ڈی پی کا 1.4 فیصد بنتا ہے۔

4 مالی سال 22ء کے دوران 1657.4 ارب روپے کے ترقیاتی اخراجات ہوئے جو مالی سال 21ء میں 1315.7 ارب روپے تھے۔

جدول 4.1: مجموعی مالیاتی اظہاریے

ارب روپے، نمو فیصد میں

	سہ 4		جولائی تا جون		سال بسال نمو (سہ 4)		سال بسال نمو	
	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء
1۔ مجموعی محاصل (الف+ب)	**1,910.8**	**2,161.2**	**6,903.4**	**8,035.4**	**20.8**	**13.1**	**10.1**	**16.4**
(الف) ٹیکس محاصل	1,507.7	1,933.3	5,272.7	6,755.2	44.1	28.2	19.5	28.1
وفاقی	1,369.4	1,759.2	4,764.3	6,142.8	43.6	28.5	19.2	28.9
صوبائی	138.3	174.1	508.4	612.4	49.7	25.9	22.9	20.5
(ب) غیر ٹیکس	403.1	228.0	1,630.7	1,280.2	-24.8	-43.4	-12.4	-21.5
وفاقی	335.0	193.4	1,480.4	1,151.9	-34.8	-42.3	-15.8	-22.2
صوبائی	68.1	34.6	150.3	128.3	199.1	-49.3	46.8	-14.6
2۔ مجموعی اخراجات (الف+ب+ج)	**3,662.1**	**4,855.5**	**10,306.7**	**13,295.3**	**11.9**	**32.6**	**6.8**	**29.0**
(الف) اخراجاتِ جاریہ	2,998.6	4,143.3	9,084.0	11,521.4	2.7	38.2	6.5	26.8
جس میں سے: مارک اپ	645.9	1,064.0	2,749.7	3,182.4	-12.7	64.7	5.0	15.7
دفاع	532.5	529.8	1,316.4	1,411.6	29.6	-0.5	8.5	7.2
نان مارک اپ	2,352.7	3,079.4	6,334.3	8,338.9	7.9	30.9	7.1	31.6
(ب) ترقیاتی اخراجات اور خالص قرض گاری	592.7	606.3	1,315.7	1,657.4	40.3	2.3	9.3	26.0
(ج) شماریاتی تفرق	70.8	105.8	-93.0	116.5	-200.5	49.5	6.6	--
3۔ بجٹ کی مجموعی رقم	-1,751.3	-2,694.3	-3,403.3	-5,259.9	3.6	53.8	0.8	54.6
جی ڈی پی کا فیصد	-3.2	-4.0	-6.1	-7.9				
4۔ بنیادی توازن	-1,105.4	-1,630.3	-653.6	-2,077.5	16.3	47.5	-13.6	217.9
جی ڈی پی کا فیصد	-2.0	-2.4	-1.2	-3.1				
5۔ محاصل کا توازن	-1,087.8	-1,982.1	-2,180.6	-3,486.0	-18.7	82.2	-3.5	59.9
جی ڈی پی کا فیصد	-2.0	-3.0	-3.9	-5.2				
6۔ مالکاری (الف+ب)	1,751.3	2,694.3	3,403.3	5,259.9	3.6	53.8	0.8	54.6
(الف) بیرونی (خالص)	775.9	197.0	1,338.1	1,178.4	264.0	-74.6	49.4	-11.9
(ب) ملکی (خالص)	975.3	2,497.3	2,065.2	4,081.5	-34.0	156.0	-16.8	97.6
غیر بینک	-95.9	448.1	196.2	980.6	-169.4	-567.0	-63.7	399.8
بینک	1,071.3	2,049.2	1,869.0	3,100.9	-20.0	91.3	-3.7	65.9

ماخذ: وزارتِ خزانہ

مالی سال 22ء میں مجموعی محصولات میں 16.4 فیصد اضافہ درج کیا گیا جو گذشتہ سال 10.1 فیصد تھا۔ محصولات میں حالیہ تمام اضافہ ٹیکس محصولات سے ہوا جس نے غیر ٹیکس محصولات میں ہونے والی کمی کو بخوبی پورا کردیا۔ وفاقی اور صوبائی دونوں کے ٹیکس محاصل گذشتہ سال سے زائد رہے۔ درحقیقت مالی سال 22ء میں ایف بی آر کے ٹیکسوں نے 29.1 فیصد نمو درج کی جو 6 سال کی بلند ترین نمو ہے، اور یہ گذشتہ سال 18.7 فیصد رہی تھی۔ اضافی ٹیکس وصولی کو یقینی بنانے میں جن عوامل نے اہم کردار ادا کیا ان میں معاشی سرگرمیوں میں اضافہ، مالیاتی اقدامات جیسے ضمنی مالی بل میں بعض استثنیٰ کو ختم کرنا اور نئے ٹیکسوں کا نفاذ اور مسلسل انتظامی کوششیں شامل ہیں۔ ٹیکس آمدنی کی تفصیلات سے پتہ چلتا ہے کہ ایف بی آر کی ٹیکس وصولی کا دو تہائی سے زائد حصہ درآمد سے متعلق ٹیکسوں سے آیا۔ درآمدات کی روپے میں قدر بلند رکھنے میں زیادہ ملکی طلب اور امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کارفرما رہی۔ دوسری طرف، ایس بی پی ایکٹ میں ترمیم کی بنا پر اسٹیٹ بینک کے منافع کی جزوی منتقلی، اور مالی سال کی آخری سہ ماہی میں پٹرولیم ڈیولپمنٹ لیوی واپس لیے جانے سے وصولی میں کمی ہوئی چنانچہ غیر ٹیکس محصولات میں تخفیف درج کی گئی۔ اسٹیٹ بینک کے منافع میں کمی منتقلی کا دورانیہ بدلنے کی وجہ سے ہوئی جبکہ پی ڈی ایل سے حاصل ہونے والی آمدنی میں کمی کا سبب یہ تھا کہ حکومت نے مالی سال کی آخری سہ ماہی میں اس محصول کو واپس لے لیا تھا۔

سہ ماہی تجزیے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ زیادہ تر مالیاتی اتار چڑھاؤ مالی سال 22ء کی دوسری سہ ماہی سے سامنے آنا شروع ہوا (**شکل 4.1**)۔ اس کے

جدول 4.2: محاصل کی مجموعی وصولی

ارب روپے، نمو فیصد میں

	وصولی						نمو					
	شش1		شش2		جولائی تا جون		شش1		شش2		جولائی تا جون	
	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء
مجموعی محاصل (1+2)	**3351.2**	**3956.0**	**3552.2**	**4079.4**	**6903.4**	**8035.4**	**3.7**	**18.0**	**16.8**	**14.8**	**10.1**	**16.4**
1۔ ٹیکس محاصل (الف+ب)	**2455.9**	**3191.0**	**2816.8**	**3564.1**	**5272.7**	**6755.2**	**6.4**	**29.9**	**23.4**	**26.5**	**11.1**	**28.1**
(الف) وفاقی	2210.0	2919.8	2554.3	3223.0	4764.3	6142.8	5.6	32.1	22.6	26.2	9.9	28.9
(ب) صوبائی	245.9	271.2	262.5	341.1	508.4	612.4	14.7	10.3	31.8	29.9	22.9	20.5
2۔ غیر ٹیکس محاصل	**895.3**	**764.9**	**735.4**	**515.3**	**1630.7**	**1280.2**	**-3.1**	**-14.6**	**-2.9**	**-29.9**	**7.0**	**-21.5**

ماخذ: وزارتِ خزانہ

برعکس مالی سال 22ء کی پہلی سہ ماہی میں مالیاتی اخراجات میں کمی آئی اور محصولات سے آمدنی میں زبردست نمو ہوئی تھی۔ دوسری سہ ماہی کے آخر میں مالیاتی خسارہ وسیع ہو گیا، جب کہ پہلی سہ ماہی کے دوران حاصل کی گئی بنیادی فاضل رقم دوسری سہ ماہی کے دوران خسارے میں بدل گئی۔ یہ مالیاتی خرابی مالی سال 22ء کی اگلی سہ ماہیوں میں برقرار رہی، اور مالیاتی اور بنیادی دونوں خساروں کو شدید خرابی کا سامنا کرنا پڑا۔ اس خرابی کی وجہ سودی اور غیر سودی اخراجات دونوں میں بہت زیادہ اضافہ تھا خاص طور پر فروری 2022ء میں وزیر اعظم کے ریلیف پیکیج کے تحت ایندھن پر زرِ اعانت کا جو اعلان کیا گیا تھا وہ مالی سال کے بیشتر دورانیے میں برقرار رہا۔ اس کے علاوہ بنیادی طور پر پٹرولیم مصنوعات سے ہونے والی پست وصولیوں کی بنا پر محصولات میں سست روی دیکھی گئی۔

مالی سال 22ء میں توسیعی مالیاتی پالیسی مؤقف اپنایا گیا جو پچھلے دو سال کے دوران مالی استحکام کی راہ سے مختلف ہونے کا اظہار ہے۔ اس کے نتیجے میں مالیاتی خسارے میں اضافہ ہوا اور اس وجہ سے قرض لینے کی ضروریات نے قرض کی واپسی کا بوجھ مزید بڑھا دیا۔ سرکاری شعبے کے اداروں میں اصلاحات کو تیز کرتے ہوئے ساختی چیلنجوں سے نمٹنے کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر بجلی کے شعبے میں اصلاحات کو اولین ترجیح بنانا چاہیے تاکہ گردشی قرضہ مزید جمع ہونے سے بچا جا سکے۔ اسی طرح ٹیکس گزاروں کی تعداد بڑھا کر ٹیکس وصولی میں مسلسل اضافے کو یقینی بنانے اور مالیاتی گنجائش وسیع کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ یہ کام چھوٹ کے خاتمے، ٹیکس ڈیزائن میں بہتری اور بالواسطہ ٹیکسوں پر حد سے زیادہ انحصار کم کر کے پورا کیا جا سکتا ہے۔

4.2 محصولات

مالی سال 22ء میں مجموعی محصولات میں 16.4 فیصد اضافہ ہوا جو گذشتہ سال 10.1 فیصد رہا تھا (**جدول 4.2**)۔ یہ پورا حصہ ٹیکس محصولات سے آیا کیونکہ زیر جائزہ مدت کے دوران غیر ٹیکس محصولات میں کمی دیکھی گئی (**شکل 4.2**)۔ وفاقی اور صوبائی دونوں کے ٹیکس محصولات گذشتہ سال سے زائد رہے۔ پہلے سے زیادہ ٹیکس محصولات اکٹھا ہونے کا سبب کئی عوامل کا امتزاج تھا، مثال کے طور پر مستحکم اقتصادی سرگرمی، زیادہ درآمدات، زیادہ مہنگائی، ٹیکس استثنٰی کا خاتمہ، فنانس (ضمنی) ایکٹ 2021ء میں نئے ٹیکسوں کا نفاذ اور مسلسل انتظامی کوششیں۔[5]

ٹیکس آمدنی میں ایف بی آر کی ٹیکس وصولی کا تقریباً دو تہائی حصہ درآمد سے متعلق سرگرمیوں سے آیا۔ بلند ملکی طلب، اجناس کی بلند عالمی قیمتوں اور امریکی ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر گرنے سے درآمدات کی روپے میں

شکل 4.2: محاصل کی نمو میں حصہ

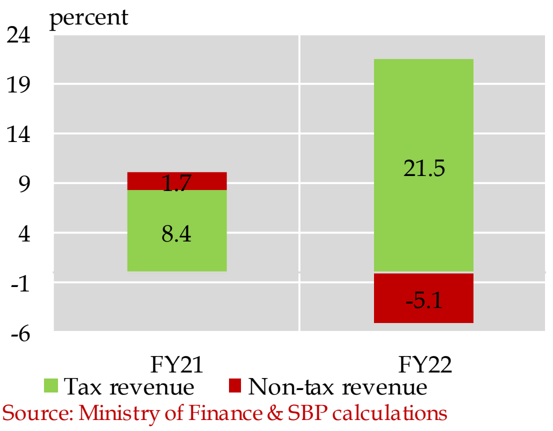

Source: Ministry of Finance & SBP calculations

5 فنانس (ضمنی) ایکٹ 2021ء کا نفاذ 15 جنوری 2022ء سے ہوا۔

قدر بلند سطح پر رہی جس سے محصولات بڑھے۔ تاہم ملکی سیلز ٹیکس سے وصولی میں کمی آئی کیونکہ حکومت نے مالی سال 22ء کی دوسری ششماہی کے دوران پٹرولیم مصنوعات پر سے سیلز ٹیکس واپس لے لیا۔ ضمنی فنانس بل میں متعارف کرائے گئے مالیاتی اقدامات کی وجہ سے براہ راست ٹیکسوں کی وصولی بھی گذشتہ سال سے زیادہ رہی۔

ایف بی آر ٹیکس

ایف بی آر کے ٹیکسوں میں زیرِ جائزہ مدت کے دوران 29.1 فیصد نمو ہوئی جو 6 سال کی بلند ترین نمو ہے جبکہ پچھلے سال 18.7 فیصد نمو رہی تھی۔ مزید برآں، سالانہ ہدف جو نظر ثانی کے بعد بڑھادیا گیا تھا، اسے بھی عبور کرلیا گیا (**شکل 4.3**)۔ ابتدا میں ٹیکس وصولی کا ہدف 5,800 ارب روپے تھا، جسے بڑھا کر 6,100 ارب روپے کردیا گیا، جبکہ مالی سال 22ء کے دوران اصل وصولی 6,126.1 ارب روپے رہی۔

ایف بی آر ٹیکسوں کی نمو مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران زیادہ نمایاں تھی۔ اس عرصے کے دوران سال بسال ماہانہ اوسط 33.4 فیصد نمو ہوئی جو دوسری ششماہی میں گر کر 26 فیصد رہ گئی (**جدول 4.3**)۔ مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی کے دوران ایف بی آر کے ٹیکسوں میں اضافہ معاشی سرگرمیوں میں مسلسل اضافے کی وجہ سے ہوا جیسا کہ بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو، ملکی طلب کے اظہاریوں اور درآمدات میں بلند نمو سے ظاہر ہوتا ہے (**جدول**

4.4)۔ مزید برآں، ایف بی آر نے ٹیکس انتظامیہ کو مضبوط بنانے کی مسلسل کوششیں کیں، اور عالمی سطح پر اشیا کی بلند قیمتوں، نیز پاکستانی روپے کی قدر میں تخفیف نے، جس سے ملکی مہنگائی میں اضافہ ہوتا ہے، زائد وصولی میں اپنا کردار ادا کیا۔ آخر میں، ضمنی فنانس بل میں مستثنیات کے خاتمے اور مالیاتی اقدامات سے بھی وصولی کا ہدف پورا کرنے میں مدد ملی۔ یہ اجاگر کرنا ضروری ہے کہ پٹرولیم مصنوعات، کھاد، کیڑے مار ادویات اور دواسازی جیسے شعبوں کو گذشتہ سال کی نسبت زائد رقم کی واپسی کے باوجود زائد وصولی ہوئی۔[6] تفصیلات کے مطابق ایف بی آر ٹیکسوں میں اضافہ بنیادی طور پر مالی سال 22ء کے دوران درآمدات سے متعلق ٹیکسوں (20.6 فیصدی درجے) سے ہوا (**شکل 4.4**)۔ اس کی وجہ درآمدات کے حجم میں اضافہ ہے جس سے بلند ملکی طلب، اجناس کی بلند قیمتوں اور امریکی ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں کمی کی عکاسی ہوتی ہے۔[7]

ایف بی آر کی انتظامی کوششوں کا اہم کردار

ٹیکس حکام نے مالی سال 22ء کے پورے عرصے کے دوران ٹیکس کے انتظام سے متعلق اصلاحات جاری رکھیں۔ ان اصلاحات کا مقصد انتظامی کارگزاری بڑھانا، ٹیکس چوری کی روک تھام کرنا اور کاروباری کرنے کی آسانی کو یقینی بنانا تھا۔ تمباکو اور شکر کے شعبوں کے لیے ٹریک اینڈ ٹریس سسٹم متعارف کرایا گیا جس سے معیشت کو دستاویزی صورت دینے میں مدد ملی اور ان شعبوں میں ٹیکس چوری کم ہوئی۔[8,9] اسی طرح گذشتہ سال پوائنٹ آف سیل انوائسنگ

شکل 4.3: ٹیکس وصولی کا ہدف اور حقیقی وصولی

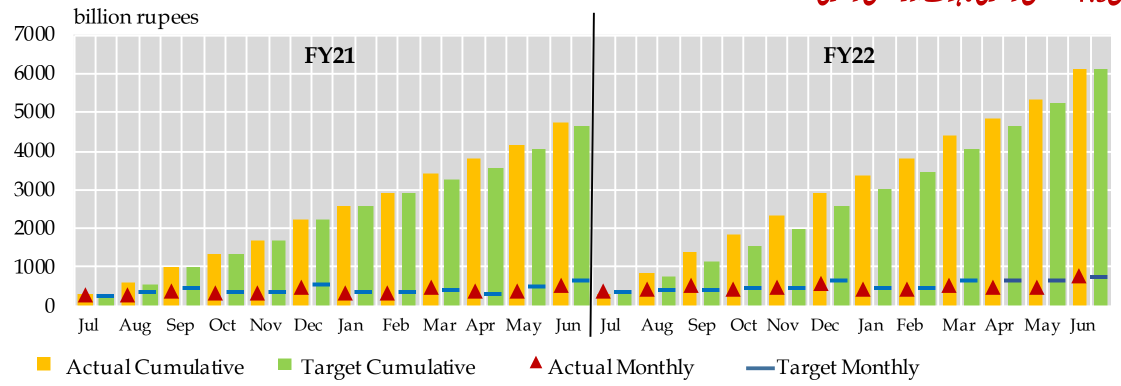

Source: Federal Board of Revenue

6 مالی سال 22ء کے دوران ری فنڈ کی مالیت 34.0 فیصد اضافے سے 336.9 ارب روپے ہوگئی جبکہ گذشتہ سال یہ 251.5 ارب روپے رہی تھی۔

7 مالی سال 22ء میں درآمدات کی روپے میں مالیت چونکہ 59.0 فیصد بڑھ گئی جبکہ گذشتہ سال 27.8 فیصد بڑھی تھی، چنانچہ درآمدات سے متعلق ٹیکسوں سے وصولی کا تناسب نمایاں طور پر بڑھ گیا۔

8 تمباکو اور شکر پر ٹریک اینڈ ٹریس سسٹم (ٹی ٹی ایس) بالترتیب اکتوبر اور نومبر 2021ء میں متعارف کرایا گیا۔

9 شکر سازی کی صنعت پر ٹی ٹی ایس کے نفاذ سے اس شعبے سے سیلز ٹیکس کی وصولی مالی سال 22ء کے دوران 31 فیصد بڑھ گئی۔

جدول 4.3:ایف بی آر کی ٹیکس وصولی

ارب روپے، نمو فیصد میں

	وصولی						نمو					
	شش1		شش2				شش1			شش2		
	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء			م س21ء	م س22ء		م س21ء	م س22ء	
ایف بی آر ٹیکس(الف+ب)	**2,210.0**	**2,919.8**	**2,534.1**	**3,206.3**	**4,744.2**	**6,126.1**	**5.6**	**32.1**	**33.1**	**26.5**	**18.7**	**29.1**
(الف)براہ راست ٹیکس	830.8	1,019.5	900.3	1,260.6	1,731.1	2,280.1	5.9	22.7	21.8	40.0	13.6	31.7
(ب)بالواسطہ ٹیکس	1,379.2	1,900.3	1,633.9	1,945.7	3,013.1	3,846.0	5.4	37.8	40.3	19.1	21.8	27.6
کسٹم ڈیوٹی	337.9	480.3	409.1	521.5	747.0	1,001.8	3.0	42.2	37.1	27.5	19.2	34.1
سیلز ٹیکس	918.1	1,274.5	1,064.3	1,248.0	1,982.5	2,522.4	6.9	38.8	44.2	17.3	24.1	27.2
درآمدات	508.6	892.3	647.3	924.9	1,155.9	1,817.2	13.8	75.4	50.7	42.9	31.9	57.2
ملکی	408.1	383.7	418.4	321.5	826.6	705.2	-0.7	-6.0	35.2	-23.2	14.7	-14.7
فیڈرل ایکسائز	123.2	145.5	160.4	176.2	283.6	321.7	0.8	18.1	25.1	9.9	13.2	13.4

ماخذ:فیڈرل بورڈ آف ریونیو

سسٹم متعارف کراتے ہوئے سطح اوّل کے خوردہ فروشوں کو اس میں شامل کیا گیا تھا،اس کے تسلسل کو آگے بڑھاتے ہوئے بڑے خوردہ فروشوں کو بھی اس سسٹم میں شامل کیا گیا۔ اپنے آغاز سے مالی سال 22ء کے اختتام تک 4,563 خوردہ فروش اس سسٹم میں شامل ہو چکے ہیں اور 10,611 پی او ایس مشینیں نصب کی جاچکی ہیں۔[10]

ان جاری کوششوں کے سلسلے میں مالی سال 22ء کے دوران 500 سب سے بڑے خوردہ فروشوں کواس سسٹم میں شامل کرناایف بی آر کاہدف تھا جس نے صوبوں کے ریونیو اداروں کے اشتراک سے ایک سنگل سیلز ٹیکس پورٹل بھی متعارف کرایا۔اس طرح ٹیکس جمع کرانے میں لگنے والا وقت اور اخراجات کم ہوئے، یوں کاروبار کرنے کی لاگت میں کمی آئی۔ اس پورٹل سے ٹیکس دہندگان کو ماہانہ سیلز ٹیکس ریٹرن ایک بار جمع کرانے کی سہولت ملی،اس سے قبل انہیں صوبائی ریونیو پورٹل پر چھ ریٹرن جمع کرانے پڑتے تھے۔ایف بی آر کے ایک اور اقدام 'پاکستان سنگل ونڈو' (پی ایس ڈبلیو) کا مقصد یہ تھا کہ قانونی اور جائز تجارت کی منظوری کے حصول میں لگنے والا وقت کم کیا جائے۔سب سے آخر میں، 'ای ہیئرنگ' کا طریقہ کار بنایا گیا تاکہ روبرو ہوئے بغیر ٹیکس انتظامیہ سے رابطہ کیا جائے،اس طرح وقت کی بچت ہوئی۔

درآمدات میں اضافے سے بالواسطہ ٹیکس بڑھ گئے

دورانِ سال بالواسطہ ٹیکسوں میں 26.9 فیصد کی وسیع البنیاد نمو ہوئی جو گذشتہ سال 22.5 فیصد ہوئی تھی۔

شکل 4.4: ایف بی آر کی مجموعی ٹیکس وصولی کی نمو میں درآمداتی ٹیکسوں کا حصہ

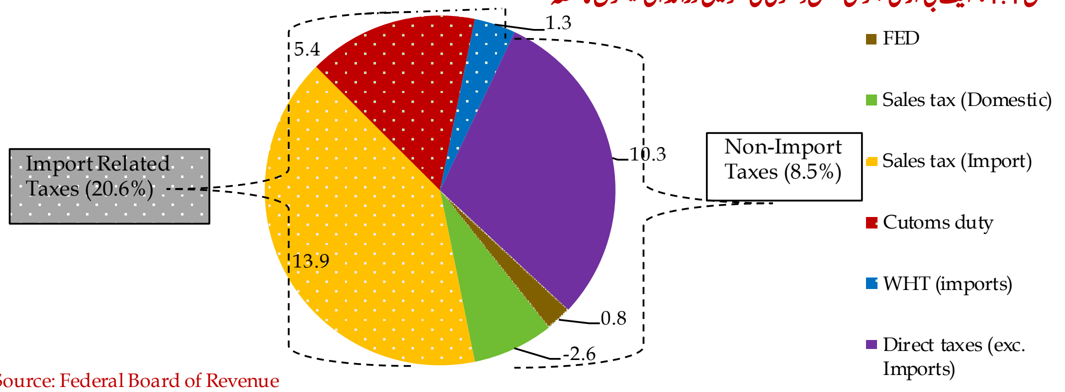

Source: Federal Board of Revenue

[10] ایف بی آر کا پریس ریلیز، بتاریخ 30 جون 2022ء

مالی سال 22ء کے دوران بالواسطہ ٹیکسوں میں سب سے بڑا حصہ درآمدات سے متعلق ٹیکسوں (درآمدات پر سیلز ٹیکس اور کسٹم ڈیوٹی) کا تھا (**شکل 4.5**)۔ جیسا کہ معاشی سرگرمیوں میں تیزی آنے سے ملکی طلب میں اضافہ ظاہر ہوا، وہ پٹرولیم مصنوعات، لوہے اور فولاد، گاڑیوں، خوردنی تیل اور مشینری کی زائد درآمدات میں ڈھل گیا جس سے محاصل کی وصولی میں اضافہ ہوا۔ اجناس کے عالمی نرخ بڑھنے اور پاکستانی روپے کی قدر گرنے سے بھی یہ محاصل زیادہ وصول ہوئے۔

ملکی منڈی میں گاڑیوں کی بڑھتی ہوئی طلب اور نتیجتاً گاڑیوں کی مکمل ساختہ یونٹ اور الگ الگ پرزوں کی شکل میں درآمد بڑھنے سے بھی مالی سال 22ء کے دوران درآمدی ٹیکسوں میں اضافہ ہوا۔ اسی طرح ٹیکس وصولی کو غذائی درآمدات سے مزید مہمیز ملی۔ اس وصولی کے بڑھنے کی وجہ عالمی مارکیٹوں میں غذائی اشیا کے بلند نرخ تھے جنھوں نے ان کی درآمدی مالیت بڑھا دی جس سے ٹیکس وصولی میں بھی اضافہ ہو گیا (**شکل 4.6 اور باب 5**)۔

دوسری طرف، ملکی سیلز ٹیکس کی وصولی گذشتہ سال کی نسبت گر گئی۔ اس کمی کی وجہ پٹرولیم مصنوعات پر ٹیکس کی پست وصولی ہے کیونکہ حکومت نے مالی سال 22ء کی دوسری ششماہی کے دوران اِن مصنوعات پر سیلز ٹیکس ہٹا لیا تھا۔ ایک تو پٹرولیم مصنوعات کی فروخت کا حجم کم ہوا، دوسرے حکومت نے (ایندھن کے نرخ کم کرتے ہوئے) ریلیف پیکیج دیا، لہٰذا مالی سال کی خصوصاً تیسری سہ ماہی کے دوران محاصل کی وصولی کم ہوئی۔ دریں اثنا رعایتی اقدامات مثلاً پٹرولیم مصنوعات، کھاد، گاڑیوں، گھی پر زرِ اعانت دینے سے صرف مارچ تا مئی 2022ء کے دوران محاصل کی وصولی تقریباً 188 ارب روپے گر گئی۔[11] اس سے قطع نظر، پٹرولیم مصنوعات کے سوا دیگر مصنوعات سے محاصل کی وصولی زبردست رہی۔

براہِ راست ٹیکسوں سے وصولی مزید بڑھ گئی

مالی سال 22ء کے دوران براہِ راست ٹیکسوں میں بھی 31.7 فیصد کا نمایاں اضافہ دیکھا گیا جو گذشتہ سال 13.6 فیصد رہا تھا (**جدول 4.4**)۔ بیشتر نمو ودہولڈنگ ٹیکسوں سے ہوئی۔ استثنٰی کے خاتمے اور پیشگی ٹیکسوں کے نفاذ جیسے مالیاتی اقدامات کی بنا پر پہلے سے زائد وصولی ممکن ہوئی۔ رضاکارانہ ادائیگیوں

شکل 4.5: بالواسطہ ٹیکسوں کی نمو میں حصہ

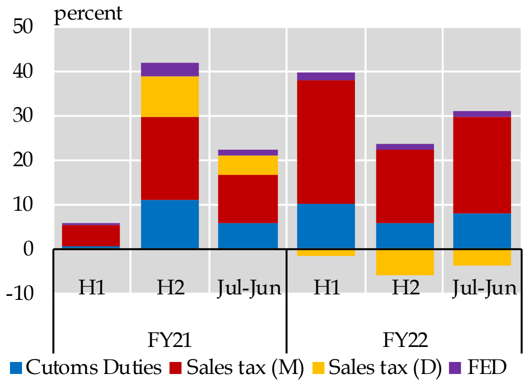

Source: Federal Board of Revenue

اور عند الطلب وصولیوں دونوں کے مثبت اثرات ہوئے، مہلت بھی 90 دن سے بڑھا کر 180 دن کر دی گئی تھی۔

ودہولڈنگ ٹیکسوں کی بلند وصولی میں جو اہم عوامل کارفرما رہے وہ یہ تھے: درآمدات کا زیادہ حجم، وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی جانب سے ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ، شرح سود میں اضافے کا رجحان اور اقتصادی و تعمیراتی

جدول 4.4: براہِ راست ٹیکس

ارب روپے، فیصد

	م س21ء	م س22ء	نمو م س21ء	نمو م س22ء
عند الطلب وصولی	**80.1**	**101.1**	**31.8**	**26.1**
رضاکارانہ ادائیگی	**467.8**	**676.4**	**15.6**	**44.6**
پیشگی ٹیکس	413.7	597.9	--	44.5
ودہولڈنگ ٹیکس	**1237.3**	**1534.0**	**13.3**	**24.0**
درآمدات	218.5	280.6	9.4	28.4
تنخواہیں	151.8	197.3	17.3	29.9
منافع منقسمہ	63.8	83.3	15.8	30.6
بینک کا سود اور تمسکات	135.0	154.9	5.2	14.7
کنٹریکٹ	272.0	341.0	14.6	25.4
برآمدات	42.2	64.9	9.7	53.7
کیش کی وصولی	15.1	0.3	-0.4	-98.2
بجلی کے بل	51.3	71.4	12.9	39.3
ٹیلیفون	63.2	67.9	15.7	7.5
براہِ راست ٹیکس مجموعی	**1,731.3**	**2,280.1**	13.6	**31.7**

ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

11 ایف بی آر کے پریس ریلیز برائے مارچ، اپریل اور مئی 2022ء

شکل 4.6: درآمدات سے متعلق وصولیوں کے اہم محرکات

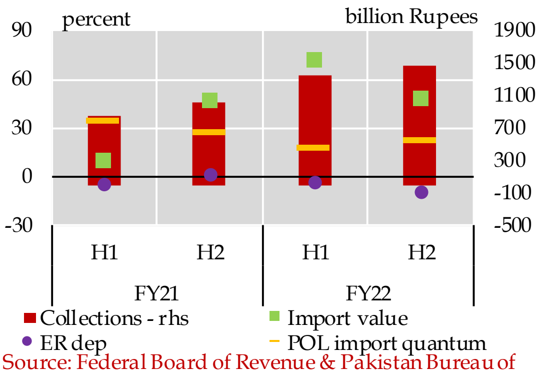

Source: Federal Board of Revenue & Pakistan Bureau of Statistics

سرگرمیوں کی بحالی۔ آن لائن تعلیمی سرگرمیوں اور وبا کے دوران ورچوئل میٹنگز کی وجہ سے ٹیلی مواصلات کی خدمات کا استعمال مسلسل بڑھتا رہا چنانچہ ٹیلی مواصلات کی خدمات سے وصولیاں بڑھنے میں مدد ملی۔ یہ اضافہ سیلولر صارفین کی تعداد میں اضافے کے ساتھ ساتھ اس عرصے کے دوران براڈ بینڈ ڈیٹا کے زائد استعمال سے بھی ظاہر ہوتا ہے (**شکل 4.7**)۔

4.3 غیر ٹیکس محاصل

مجموعی طور پر غیر ٹیکس محاصل میں مسلسل دوسرے سال کمی آئی (**جدول 4.5**)۔ حکومت کو اسٹیٹ بینک کے منافع کی منتقلی گذشتہ سال سے کم رہی کیونکہ منافع کی منتقلی کا طریقہ کار تبدیل کیا گیا ہے۔ قبل ازیں، ہر سہ ماہی کے اختتام پر اسٹیٹ بینک کا منافع حکومت کو منتقل کیا جاتا تھا۔ تاہم ایس بی پی ایکٹ میں ترامیم ہونے کے بعد اب ہر مالی سال کے اختتام پر سالانہ مالی

شکل 4.7: ٹیلی کیمونیکیشن صارفین کی تعداد

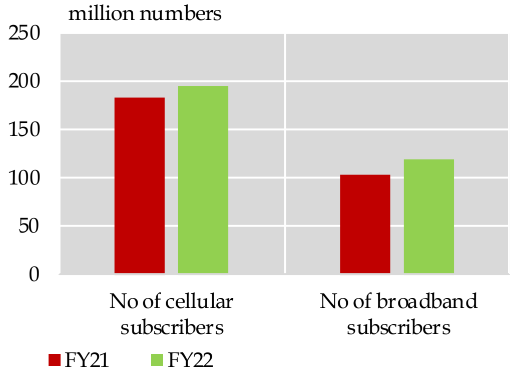

Source: Pakistan Telecommunication Authority

گوشوارے کو حتمی شکل دینے کے بعد اسٹیٹ بینک کا منافع حکومت کو منتقل کیا جاتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس منتقلی میں مالی سال کے بعد کچھ تاخیر ہوگی۔ طریقہ کار میں یہ تبدیلی مالی سال 22 کی تیسری سہ ماہی سے نافذ ہوئی۔

پٹرولیم ڈیولپمنٹ لیوی سے وصولی بھی زیر جائزہ عرصے میں کم ہوگئی کیونکہ حکومت نے اپریل 2022ء سے اسے ہٹالیا (**شکل 4.8**)۔ اپریل 2022ء سے پہلے بھی پی ڈی ایل کے نرخ گذشتہ سال سے کم تھے۔[12] دوسری طرف، دو سیلولر کمپنیوں کو اسپیکٹرم لائسنسوں کے اجراء سے پی ٹی اے کا منافع بڑھ گیا۔

شکل 4.8: پٹرولیم ڈیولپمنٹ لیوی کی شرحیں اور ششماہی وصولی میں نمو (سال بسال)

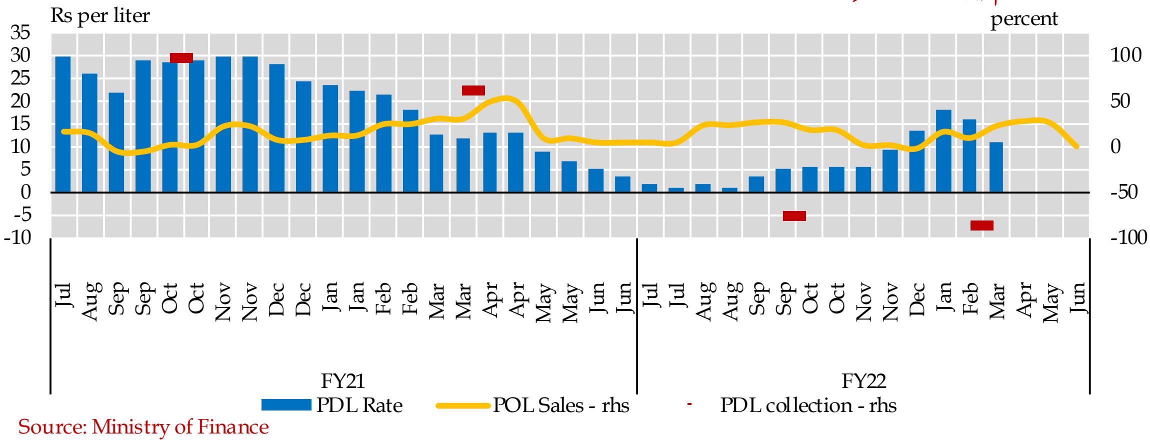

Source: Ministry of Finance

12 پی ڈی ایل شرحیں مالی سال 22ء کے آغاز پر کم کر کے 2 روپے کر دی گئی تھیں جنہیں بتدریج بڑھا کر مارچ 2022ء تک 18 روپے کر دیا گیا۔ جب پٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں بڑھنے لگیں تو عام صارف پر اُن کا اثر کم کرنے کی خاطر چوتھی سہ ماہی میں یہ شرحیں واپس لے لی گئیں۔

جدول 4.5: غیر ٹیکس محاصل (مجموعی)

ارب روپے، نمو فیصد میں

	وصولی				نمو	
	ش 1		جولائی تا جون		ش 1	جولائی تا جون
	م س 21ء	م س 22ء	م س 21ء	م س 22ء	م س 22ء	م س 22ء
اسٹیٹ بینک کا منافع	372.5	380.0	650.5	473.6	2.0	-27.2
پٹرولیم لیوی	275.3	70.0	424.7	127.5	-74.6	-70.0
پی ٹی اے کا منافع	18.6	38.9	39.1	103.4	108.9	164.8
مارک اپ (سرکاری شعبے کے ادارے اور دیگر)	44.0	32.6	76.2	87.8	-25.9	15.2
گیس اور تیل پر رائلٹی	35.1	39.1	70.9	90.8	11.2	28.1
منافع منقسمہ	11.9	26.0	43.9	42.9	118.8	-2.2
پاسپورٹ اور دیگر فیس	7.0	10.4	13.0	21.6	49.2	65.7
دفاع	6.5	7.7	14.9	17.3	18.6	16.2
مجموعہ	**895.3**	**764.9**	**1630.7**	**1280.2**	**-14.6**	**-21.5**

ماخذ: وزارت خزانہ

4.4 وفاق کے اخراجات[13]

مالی سال 22ء کے دوران وفاق کے اخراجات میں 28.2 فیصد کا نسبتاً زیادہ اضافہ دیکھا گیا جو گذشتہ سال 4.7 فیصد رہا تھا۔ سب سے بڑا دھچکا رواں اخراجات کی طرف سے آیا کیونکہ سودی اور غیر سودی دونوں طرح کی ادائیگیاں بشمول زرِ اعانت تیزی سے بڑھیں خاص طور پر مالی سال کی دوسری ششماہی میں (**شکل 4.9**)۔ نیز پنشن میں اضافے، سول حکومت چلانے کے اخراجات اور گرانٹس نے بھی رواں وفاقی اخراجات بڑھا دیے۔ اس کے برعکس، ترقیاتی اخراجات میں مالی سال 21ء کے دوران 1.0 فیصد کے معمولی اضافے کے مقابلے مالی سال 22ء میں 19.6 فیصد کمی ہوئی (**جدول 4.7**)۔

وفاق کے اخراجاتِ جاریہ

اخراجاتِ جاریہ میں مالی سال 21ء کے دوران معمولی اضافہ ہوا تھا، مالی سال 22ء میں یہ نمایاں طور پر بڑھ گئے۔ توسیع زیادہ تر زرِاعانت سے ہوئی جس نے مالی سال 22ء میں 1.5 ٹریلین روپے کا ہندسہ عبور کرلیا، یہ مالی سال 21ء کے مقابلے میں تقریباً 3.6 گنا زیادہ ہے۔ سرکلر ڈیٹ مینجمنٹ پلان کے تحت آئی پی پیز کو نرخوں کے تفرّق کی ادائیگیوں اور پٹرولیم مصنوعات پر زرِ اعانت سے اس مد میں بھاری ادائیگی کی جزوی وضاحت ہوتی ہے۔ دریں اثنا صوبوں کو

شکل 4.9: وفاقی حکومت کے اخراجاتِ جاریہ میں سہ ماہی آمد

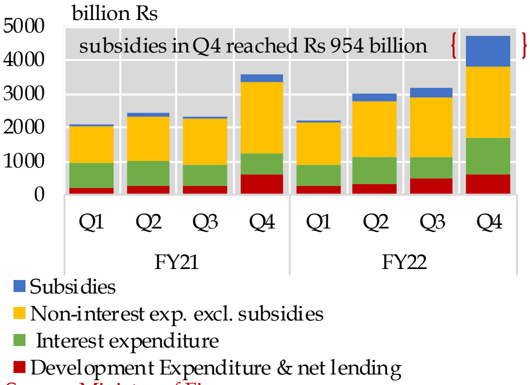

Source: Ministry of Finance

گرانٹس، ملکی اور غیر ملکی سودی ادائیگیوں، پنشن اور حکومت چلانے کے اخراجات میں بھی مالی سال 22ء کے دوران نمایاں اضافہ ہوا (**شکل 4.10**)۔

سودی اخراجات میں تیزی سے نمو ہوئی

مالی سال 22ء کی تیسری سہ ماہی تک سودی ادائیگیاں بڑی حد تک کم رہیں، تاہم[14] اگلے مہینوں کے دوران یہ رجحان جاری نہ رہ سکا۔ مالی سال 22ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران ملکی اور بیرونی سودی ادائیگیوں نے مجموعی سودی اخراجات کو بڑھا دیا جو ایک ٹریلین (1000 ارب) روپے سے بھی آگے نکل گئے اور یہ جی ڈی پی کا 1.6 فیصد بنا۔ بلند سودی ادائیگیوں کی بنیادی وجہ ملکی شرحِ سود میں اضافے کا رجحان ہے جبکہ رواں شرح پر قرضے کا تناسب بڑھ رہا

13 اس سیکشن میں بحث اخراجات کی اساس پر کی گئی ہے جس میں شماریاتی تفرق شامل نہیں ہے۔

14 مالی سال 22ء کے جولائی تا مارچ عرصے کے دوران سودی ادائیگیوں میں بحیثیت مجموعی 0.7 فیصد وا جبی نمو ہوئی جو گذشتہ مالی سال اسی عرصے میں 11.9 فیصد رہی تھی۔

شکل 4.10: وفاقی حکومت کے اخراجاتِ جاریہ کی نمو میں حصہ

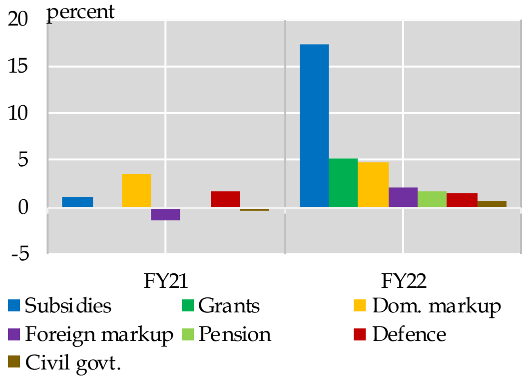

Source: Ministry of Finance

شکل 4.11: سودی ادائیگیوں میں سہ ماہی رجحان

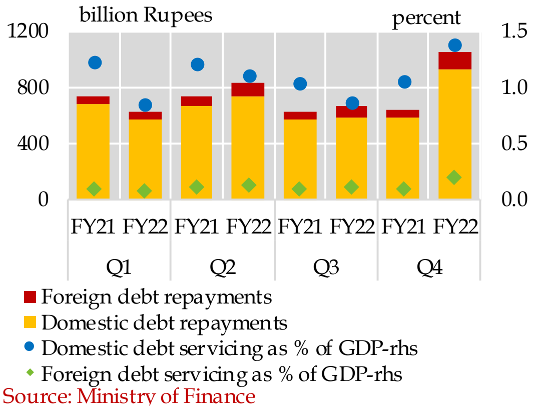

Source: Ministry of Finance

ہے اور دو طرفہ قرض دینے والوں کو ڈی ایس ایس آئی کے تحت ملتوی کی گئی ادائیگیاں بھی بحال ہوچکی ہیں (**شکل 4.11**)۔[15]

زرِ اعانت اور گرانٹس میں خاصا اضافہ ہوا

مالی سال 21ء کی نسبت مالی سال 22ء کے دوران زرِ اعانت اور گرانٹس خاصے اضافے کے بعد میزانیہ رقم سے آگے نکل گئیں (**شکل 4.12**)۔

زرِ اعانت: مالی سال 22ء کے دوران مجموعی زرِ اعانت کا حجم 1529.6 ارب روپے تک جا پہنچا جبکہ مالی سال 21ء میں یہ 425.0 ارب روپے تھا۔ جی ڈی پی کے لحاظ سے یہ 2.3 فیصد کے مساوی ہو گیا۔ گذشتہ سال یہ تناسب 0.8 فیصد تھا۔[16] زرِ اعانت میں بیشتر اجرا بجلی کے شعبے سے متعلق ادائیگیوں کے لیے ہوا جن میں ٹیرف کے تفرقات (differentials) اور ڈسکوز، پی ایچ پی ایل، کے-الیکٹرک، واپڈا/پیپکو کی قابلِ وصولی رقوم شامل ہیں (**شکل 4.13**)۔ اِن اخراجات کا ایک حصہ نظر ثانی شدہ سی ڈی ایم پی کے تحت آئی پی پیز کو جاری کیا گیا۔ گردشی قرضے کو محدود کرنے کی غرض سے یہ پلان کابینہ کمیٹی برائے توانائی نے فروری 2022ء میں منظور کیا۔ گردشی قرضہ جون 2022ء کے اختتام پر 2.2 ٹریلین روپے سے آگے نکل گیا۔[17]

پٹرولیم مصنوعات خصوصاً موٹر اسپرٹ اور ڈیزل پر نرخوں کے تفرق سے متعلق دعوے مالی سال کے دوران زرِ اعانت میں اضافی نمو کا سبب بنے جن کا اعلان فروری 2022ء میں متعارف کرائے گئے وزیر اعظم ریلیف پیکیج میں ہوا، جو بقیہ مالی سال کے بیشتر عرصے میں برقرار رہے۔ اس پیکیج کا مقصد یہ تھا کہ بین الاقوامی منڈیوں میں پٹرولیم کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے اثرات سے ملکی صارفین کو بچایا جائے۔ ابتدا میں توقع تھی کہ یہ پیکیج جون 2022ء تک جاری رہے گا تاہم زرِ اعانت کی بڑھتی ہوئی لاگت اور آئی ایم ایف پروگرام کی بحالی سے یہ پیکیج مئی 2022ء میں واپس لے لیا گیا۔ ایندھن پر زرِ اعانت کی مد میں اس پیکیج پر قومی خزانے سے 241.4 ارب روپے لگے (**شکل 4.13**)۔[18]

مالی سال 22ء کے دوران صنعتی شعبے کو زرِ اعانت میں بھی 219.7 ارب روپے کا بڑا اضافہ ہوا جو گذشتہ مالی سال 37 ارب روپے تھا جبکہ ہدف 73 ارب روپے تھا۔ صنعتی شعبے کو زرِ اعانت میں نمایاں اضافہ مختلف زمروں کے تحت ہوا، مثلاً 1) صنعت کو رعایتی نرخوں پر ایل این جی کی فراہمی، 2) صفر شرح والے برآمدی شعبے کو کم نرخوں پر بجلی کی فراہمی، اور 3) صنعتی تعاون کے پیکیج (آئی ایس پی) میں توسیع۔[19]

15 تفصیلات کے لیے دیکھیے باب 5 'ملکی اور بیرونی قرضہ'

16 زرِ اعانت کا مجموعی ہدف 682 ارب روپے رکھا گیا تھا جس میں سے 596 ارب روپے گردشی قرضوں کی ادائیگی سمیت بجلی کے شعبے کے لیے مختص تھے۔ مالی سال 22ء کے دوران بجلی کے شعبے نے اس اختصاص کے مقابلے میں 1026.3 ارب روپے حاصل کیے، اجرا کے ہدف سے اتنا بڑا انحراف دراصل گردشی قرضوں کے زیادہ اکٹھا ہو جانے اور مالیاتی پیکج کے تحت کی گئی ادائیگیوں کی وجہ سے تھا۔

17 آئی ایم ایف (2022ء)، کنٹری رپورٹ نمبر 22/288

18 وزیر اعظم ریلیف پیکیج کا اعلان 28 فروری 2022ء کو کیا گیا اور مارچ 2022ء سے نافذ کیا گیا، اس لیے زرِ اعانت کا اجرا اپریل 2022ء میں شروع ہوا۔ حکومت نے پٹرولیم مصنوعات کے نرخوں کے فرق کے دعووں پر اپریل 2022ء میں 66.8 ارب روپے جاری کیے، بعد ازاں مئی اور جون 2022ء میں بالترتیب 89.2 روپے اور 85.4 ارب روپے جاری کیے گئے۔

19 وافر دستیاب بجلی کی طلب پیدا کرنے اور صنعتی سرگرمیوں کو فروغ دینے کے لیے حکومت نے نومبر 2020ء میں آئی ایس پی اسکیم کا اعلان کیا۔ اسکیم کے تحت صنعتی صارفین کے لیے پیک اور آف پیک ٹیرف ابتدائی طور پر نومبر 2020ء سے آخر اپریل 2020ء تک ختم کر دیا گیا۔ تاہم توانائی کی زیادہ طلب کی وجہ سے پیکج کو پہلے جون 2022ء تک اور پھر اکتوبر 2023ء تک بڑھا دیا گیا۔ (ماخذ: نیپرا (2021ء)، اسٹیٹ آف انڈسٹری رپورٹ)

جدول4.6: وفاقی اخراجات کی صورتِ حال

ارب روپے، نمو فیصد میں

	م س21ء	م س22ء	سال بسال نمو		مجموعی اخراجات کا بطور فیصد		جی ڈی پی کا بطور فیصد	
			م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء	م س21ء	م س22ء
مجموعی اخراجات* (الف+ب)	**7137.7**	**9152.7**	**4.7**	**28.2**	**100.0**	**100.0**	**12.8**	**13.7**
(الف) اخراجاتِ جاریہ	**6348.7**	**8451.6**	**4.2**	**33.1**	**88.9**	**92.3**	**11.4**	**12.6**
مارک اپ ادائیگیاں	2749.7	3182.4	5.0	15.7	38.5	34.8	**4.9**	**4.8**
ملکی	2523.8	2828.6	9.1	12.1	35.4	30.9	4.5	4.2
غیر ملکی	225.9	353.9	-26.3	56.6	3.2	3.9	0.4	0.5
دفاعی امور اور سروسز	1316.4	1411.6	8.5	7.2	18.4	15.4	2.4	2.1
پنشن	440.1	541.9	-1.6	23.1	6.2	5.9	0.79	0.81
سول حکومت کے اخراجات	505.8	546.7	-3.5	8.1	7.1	6.0	0.9	0.8
زرِاعانت	425.0	1529.6	18.1	259.9	6.0	16.7	0.8	2.3
صوبوں اور دیگر کو گرانٹس	911.6	1239.3	-1.8	36.0	12.8	13.5	1.6	1.9
صوبوں کو گرانٹس	83.8	97.5	9.8	16.2	1.2	1.1	0.2	0.1
دیگر کو گرانٹس	827.7	1141.8	-2.8	37.9	11.6	12.5	1.5	1.7
(ب) ترقیاتی اخراجات اور خالص قرض گاری	**789.1**	**701.1**	**8.6**	**-11.1**	**11.1**	**7.7**	1.4	1.0
مجموعی ترقیاتی اخراجات	**694.6**	**558.1**	**1.0**	**-19.6**	**9.7**	**6.1**	**1.2**	**0.8**
سرکاری شعبے کا ترقیاتی پروگرام	667.3	558.1	7.2	-16.4	9.3	6.1	**1.2**	**0.8**
جس میں سے صوبوں کو ترقیاتی گرانٹس	226.1	157.7	46.3	-30.3	3.2	1.7	0.4	0.2
دیگر ترقیاتی اخراجات	27.3	0.0	-58.3	-0	0.4	0.0	0.0	0.0
خالص قرض گاری	**94.5**	**143.0**	**144.7**	**51.4**	1.3	1.6	**0.2**	**0.2**
صوبے	17.5	102.6	-276.7	485.2	**0.2**	**1.1**	0.0	0.2
دیگر	76.9	40.4	58.5	-47.5	**1.1**	**0.4**	0.1	0.1

*ماسوائے شماریاتی تفرق

ماخذ: وزارتِ خزانہ

گرانٹس: اس مد میں مجموعی اجرا مالی سال 22ء کے دوران 1239.3 ارب روپے تک جا پہنچا جو مالی سال 21ء میں 911.6 ارب روپے تھا (**شکل 4.14**)۔ وفاقی گرانٹس ہنگامی واجبات کو بڑا حصہ ملا، جس کے بعد بینظیر انکم سپورٹ پروگرام اور کووڈ-19 سے متعلق گرانٹس کی باری آئی۔

سماجی تحفظ کے لحاظ سے بینظیر انکم سپورٹ پروگرام کو وفاقی گرانٹس سے بڑا حصہ یعنی 232 ارب روپے ملے تاہم بجٹ میں مختص ہدف یعنی 246 ارب روپے پورا نہ ہو سکا۔ اس پروگرام میں سماجی تحفظ کی مختلف اسکیمیں شامل ہیں جن کا احاطہ رقوم کی منتقلی کے غیر مشروط اور مشروط منصوبوں کے تحت کیا گیا ہے۔ بی آئی ایس پی گرانٹس کے بڑے وصول کنندگان کو غیر مشروط رقوم منتقل کی گئیں جن میں احساس کفالت، احساس کیش اسسٹنس اور ریلیف کی وہ خصوصی امداد شامل ہیں جو آزاد کشمیر میں لائن آف کنٹرول پر، ہرنائی اور تراہ وادی کو دی گئیں۔[20] بی آئی ایس پی کا حجم بڑھتا جا رہا ہے جو دائرہ کار کے لحاظ سے اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ اس کے لیے بجٹ میں نہ صرف پہلے سے

شکل4.12: وفاقی زرِاعانت اور گرانٹس کے اہداف اور حقیقی تخمینوں کا موازنہ

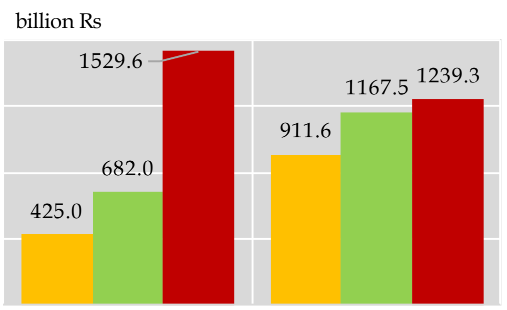

Source: Ministry of Finance

[20] پاکستان کا اقتصادی سروے (2021-22ء)، خزانہ ڈویژن

شکل 4.13: وفاقی زرِاعانت کا اجرا

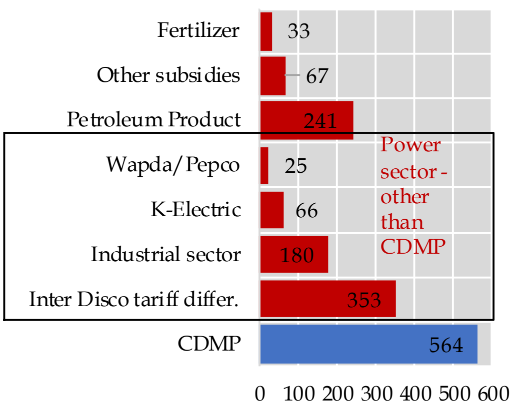

Source: Ministry of Finance

زیادہ رقوم مختص کی جارہی ہیں بلکہ اس میں گھرانوں کی بڑی تعداد کی شمولیت کی بھی عکاسی ہوتی ہے (**شکل 4.15**)۔[21]

دریں اثنا کووڈ سے متعلق مختلف پروگراموں میں بھی مالی سال 22ء کے دوران نمایاں اضافہ دیکھا گیا۔ مثال کے طور پر کووڈ-19 سے متعلق نیشنل ڈزاسٹر مینجمنٹ فنڈ کو 102 ارب روپے دیے گئے۔ اسی طرح حکومت نے وزارت قومی صحت کو مختلف رقوم جاری کیں، بشمول 1) کووڈ-19 ویکسین سپورٹ پراجیکٹ کو ایشیا پیسفک ویکسین پروگرام کے تحت 81 ارب روپے ملے، 2[22]) پینڈیمک رسپانس افیکٹو نیس اِن پاکستان (پریپ) نے 23 ارب روپے جمع کیے،[23] اور 3) آئی وی اے سی کووڈ-19 ویکسین سپورٹ برائے پاکستان کے تحت 11.9 ارب روپے۔[24]

تنخواہوں اور پنشن میں اضافہ

مالی سال 22ء کے دوران حکومت چلانے کے اخراجات اور پنشن میں نمایاں اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 21ء میں ان اخراجات میں کمی دیکھی گئی تھی۔ گذشتہ مالی سال کفایت شعاری کی مہم کے دوران حکومت نے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور پنشن میں اضافے کو روکے رکھا تھا۔ تاہم، مالی سال 2021-22ء کے بجٹ میں حکومت نے وفاقی ملازمین اور پنشنرز وں کے ریلیف کے لیے کچھ اقدامات کیے، جن میں یہ شامل تھے: 1) وفاقی حکومت، خود مختار/نیم خود مختار اداروں اور کارپوریشنوں کے اُن ملازمین کے لیے 10 فیصد ایڈہاک ریلیف الاؤنس جنھوں نے وفاقی حکومت کی بنیادی تنخواہ اسکیل اسکیم اختیار کی تھی، 2) پنشن میں 10 فیصد سالانہ اضافہ، 3) اردلی الاؤنس کو 14 ہزار روپے سے بڑھا کر 17500 روپے کرنا، 4) بی پی ایس گریڈ ایک تا 5 کے ملازمین کے لیے اِنٹی گریٹڈ الاؤنس ماہانہ 450 روپے سے بڑھا کر 950 روپے کرنا،[25] اور 5) کم از کم ماہانہ اجرت 17 ہزار روپے سے بڑھا کر 20 ہزار روپے کرنا۔[26]

شکل 4.14: وفاقی گرانٹس کا اجرا

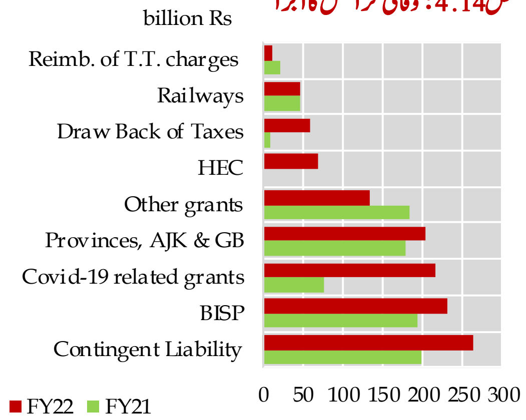

Source: Ministry of Finance

شکل 4.15: بینظیر انکم سپورٹ پروگرام میں اجرا

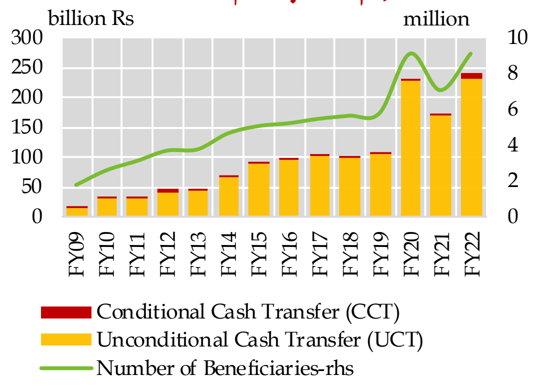

Source: Benazir Income Support Programme

21 آخری این ایس ای آر 2010-11ء میں کی گئی تھی جس میں 27 ملین استفادہ کنندگان کو شناخت کیا گیا، 2021ء تک اس میں تقریباً 33 ملین افراد شامل ہو چکے تھے۔

22 ایشیائی ترقیاتی بینک نے ایشیا پیسفک ویکسین ایکسس فیسلٹی کے تحت کووڈ-19 ویکسین سپورٹ پراجیکٹ کو رقم دی۔

23 یہ پروگرام عالمی بینک کے تعاون سے شروع کیا گیا۔

24 ان رقوم کا وعدہ اسلامی ترقیاتی بینک نے کیا تھا۔ ماخذ: خزانہ ڈویژن

25 اِنٹی گریٹڈ الاؤنس نائب قاصد، قاصد اور دفتریوں کو دیا جاتا ہے۔

26 بجٹ تقریر 2021-22ء، خزانہ ڈویژن

جدول 4.7: سرکاری شعبے کا ترقیاتی پروگرام، اہداف اور اجرا کا موازنہ

ارب روپے، فیصد

اہم منصوبے	اختصاص (2021-2022)*	نظر ثانی شدہ تخمینے**	اختصاص کا فیصد جس پر عمل درآمد ہوا**
این ایچ اے	113.8	86.7	76.2
جس میں سے، جگلوٹ تا اسکر دو سڑک کی مرمت	10	5.9	59.0
درہ خیبر اقتصادی راہداری منصوبہ	8.5	0.075	0.9
موٹروے بھور بن تا ہکلا، ایم-ون پر ڈیرہ اسماعیل خان تک	8	10.8	135.0
خزانہ ڈویژن	123.1	45.8	37.2
جس میں سے، خیبر پختونخوا کے ضم شدہ اضلاع کا 10 سالہ ترقیاتی منصوبہ	54	44.3	82.0
سوات موٹروے کی زمین کا حصول	10	5	50.0
آبی وسائل ڈویژن	103.5	90.6	87.5
جس میں سے، داسو پن بجلی منصوبہ	56.5	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں
دیامیر بھاشا ڈیم منصوبہ (ڈیم کا جز)	15.5	7.5	48.4
کے-4 پانی کی رسد کی عظیم تر اسکیم	15.1	15.1	100.0
نیلم جہلم پن بجلی منصوبہ	14.2	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں
کابینہ ڈویژن	46.2	64	138.7
جس میں سے، پائیدار ترقی کے اہداف کے حصول کا منصوبہ	46	64	139.1
پاور ڈویژن (بذریعہ پی ایس ڈی پی)	69.5	46.5	66.9
جس میں سے، مکران کے الگ تھلگ نیٹ ورک کا انٹر کنکشن	5.0	3.0	60.0
سیکنڈری ٹرانسمیشن لائن اور گرڈ اسٹیشن-سیپکو	6.6	0.0	0.0
سیکنڈری ٹرانسمیشن لائن اور گرڈ اسٹیشن-ہیسکو	5.2	0.0	0.0

ماخذ: * سرکاری شعبے کا ترقیاتی پروگرام 22-2021ء، منصوبہ بندی کمیشن، وزارتِ منصوبہ بندی، ترقیات اور خصوصی اقدامات، ** گرانٹس اور حصول کے مطالبات کی تفصیل، جلد چہارم، ترقیاتی اخراجات، خزانہ

نیز، مساوات بڑھانے کے (disparity reduction) 15 فیصد الاؤنس کا اعلان 23 فروری 2022ء کو ہوا جو تمام وفاقی ملازمین پر ان کے 2017ء کے بنیادی تنخواہ اسکیل پر لاگو ہے۔ اسی طرح 14 اپریل 2022ء کو پنشن کی شرح نظر ثانی کے بعد 10 فیصد بڑھادی گئی اور اطلاق یکم اپریل 2022ء سے ہوا۔[27]

ان اقدامات کے نتیجے میں حکومت چلانے کے مجموعی اخراجات (جن میں بنیادی چیز تنخواہیں ہیں) اور پنشن مالی سال 22ء کے دوران بڑھ کر ایک ٹریلین روپے سے آگے نکل گئے جبکہ مالی سال 21ء میں یہ 946 ارب روپے تھے۔[28]

وفاقی ترقیاتی اخراجات

مالی سال 22ء میں وفاقی ترقیاتی اخراجات میں 19.6 فیصد کمی واقع ہوئی جبکہ مالی سال 21ء میں 1.0 فیصد کی معمولی نمو ہوئی تھی۔ اس سے بنیادی طور پر وفاقی پی ایس ڈی پی کے تحت پست اجرا کی عکاسی ہوتی ہے۔ گذشتہ چند برسوں سے وفاقی پی ایس ڈی پی کا مجموعی جی ڈی پی میں تناسب بجٹ اور عملدرآمد کے مرحلے دونوں اعتبار سے مسلسل کم ہو رہا ہے۔ خاص طور پر، پچھلے دو برسوں کے دوران کووڈ کی وجہ سے اخراجات نے مالیاتی گنجائش کو کم کیا ہے۔ اس کے علاوہ، سرکاری مالیاتی اصلاحات[29] کی بنا پر بھی پی ایس ڈی پی کے اجرا میں سست روی کی جزوی وضاحت ہوتی ہے۔ مالی سال 22ء کے لیے پی ایس ڈی پی کا ہدف (جی ڈی پی کا 1.7 فیصد) پچھلے دو سال کے مقابلے میں زیادہ رکھا گیا تھا

27 خزانہ ڈویژن

28 مزید برآں 23-2022ء کے بجٹ میں حکومت نے پنشن میں ایک بار پھر 15 فیصد اضافے کا اعلان کیا جس کا اطلاق جولائی 2022ء سے ہوگا۔

29 سرکاری مالیاتی اصلاحات ان امور پر مشتمل ہیں: (i) بجٹ کا انتظام، (ii) ترقیاتی منصوبے، مرمت اور سرکاری اثاثوں کا استعمال، (iii) سرکاری مالیات کی مجموعی رقوم اور سرکاری کھاتے کا کنٹرول، (iv) خزانے کا انتظام، (v) خصوصی مقاصد کے لیے رقوم، (vi) اکاؤنٹنگ اور رپورٹنگ، (vii) سرکاری ادارے، (viii) غیر ٹیکس محاصل اور، (ix) ضوابط سازی کے لیے اختیارات کا حصول اور رکاوٹیں ہٹانا۔

(**شکل 4.16**)۔مالی سال 22ء کی پہلی ششماہی میں وفاقی پی ایس ڈی پی کا سہ ماہی اجرا درست راہ پر رہا۔ تاہم یہ اجرا بڑھتے ہوئے مالیاتی عدم توازن کو روکنے کے لیے دوسری ششماہی میں بند کر دیا گیا۔ وفاقی پی ایس ڈی پی کا مجموعی سالانہ بجٹ 900 ارب روپے تھا جبکہ 558 ارب روپے خرچ کیے جا سکے۔ اخراجات میں اس کٹوتی کی بنا پر بہت سے ایسے ترقیاتی منصوبوں کو ترک کر دیا گیا جن سے توقع تھی کہ وہ آخر جون 2022ء تک مکمل ہو جائیں گے چنانچہ ان منصوبوں کی تعداد 371 سے گر کر 170 پر آ گئی۔[30]

رقوم کا بلحاظ وزارت اختصاص بتاتا ہے کہ وفاقی ترقیاتی رقوم کا 60 فیصد سے زائد پانچ اہم ڈویژنوں اور کارپوریشنوں کے لیے مخصوص کیا گیا بشمول این ایچ اے، خزانہ، آبی گزر گاہیں، کابینہ اور پاور ڈویژن۔ اِن وزارتوں کے تحت رقوم انفراسٹرکچر اور پن بجلی کے بڑے منصوبوں کے لیے مختص کی گئی مثلاً داسو پن بجلی گھر، دیامیر بھاشا ڈیم، کے-4 گریٹر واٹر سپلائی اسکیم اور نیلم جہلم پن بجلی منصوبے۔ خزانہ ڈویژن اور کابینہ ڈویژن کو مختص کیے گئے بڑے نان انفراسٹرکچر منصوبوں میں بالترتیب خیبر پختونخوا کے ضم شدہ اضلاع کا 10 سالہ ترقیاتی منصوبہ اور پائیدار ترقی کے اہداف کا پروگرام شامل رہے (**جدول 4.8**)۔

4.5 صوبائی مالیاتی سرگرمیاں

صوبائی مالیاتی کھاتے میں مالی سال 22ء کے دوران 351 ارب روپے کی فاضل رقم درج کی گئی، جو مالی سال 21ء سے تو زیادہ رہی تاہم 570 ارب روپے کے سالانہ ہدف سے بہت کم تھی (**جدول 4.9**)۔ صوبائی فاضل رقم بڑھنے کی بنیادی وجہ محصولات میں زیادہ اضافہ تھا جس نے صوبائی اخراجات میں ہونے والے اضافے کو بخوبی پورا کیا۔ صوبائی کھاتوں میں مثبت شراکت پنجاب اور سندھ کی فاضل رقوم سے آئیں، جبکہ خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں مالی سال 22ء کے دوران خسارہ درج کیا گیا (**شکل 4.17**)۔

صوبائی محاصل

مالی سال 22ء کے دوران صوبائی محاصل جمع کرنے کا کام زبردست طریقے سے جاری رہا جس کا بنیادی سبب وفاقی قابلِ تقسیم پُول میں بڑھا ہوا حصہ ہے۔ وفاقی قرضوں کے زائد اختصاص اور رقوم کی منتقلی اور صوبائی ٹیکس اور نان ٹیکس محاصل میں اضافے سے مزید مہمیز ملی (**شکل 4.17 اور 4.18**)۔

شکل 4.16: سرکاری شعبے کا وفاقی ترقیاتی پروگرام، بجٹ اور حقیقت کا موازنہ

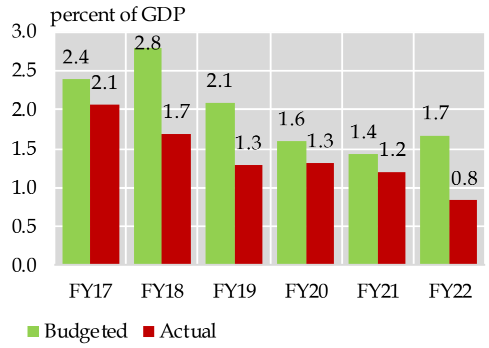

Source: Ministry of Finance

اپنے ذرائع سے آمدنی میں سیلز ٹیکس سب سے زیادہ رہا

اپنے ذرائع سے حاصل ہونے والی آمدنی کی وصولی مالی سال 22ء میں بحیثیت مجموعی 12.5 فیصد بڑھی جو مالی سال 21ء میں 27.6 فیصد بڑھی تھی۔ نان ٹیکس محصولات کے تحت اِن کم وصولیوں سے بنیادی طور پر نمو میں کمی ظاہر ہے۔ خدمات پر سیلز ٹیکس کی وجہ سے ٹیکس آمدنی میں 20.5 فیصد اضافہ ہوا۔

ٹیکس آمدنی کی تفصیلات کے مطابق خدمات پر سیلز ٹیکس نے تمام صوبوں میں نمایاں وصولیاں کیں، جبکہ اسٹیمپ ڈیوٹی کے تحت وصولی بھی مالی سال 21ء سے زیادہ رہی۔ صوبہ وار تفصیلات بتاتی ہیں کہ سالانہ ٹیکس وصولی میں اضافے کا بڑا محرک پنجاب سے آیا، اس کے بعد خیبر پختونخوا اور سندھ رہے (**شکل 4.19**)۔ پنجاب میں نہ صرف مجموعی ٹیکس وصولی میں سب سے زیادہ نمو ہوئی بلکہ اس کے محصولات مالی سال 22ء کے مقررہ ہدف سے بھی بڑھ گئے۔

شکل 4.17: صوبائی فاضل رقوم

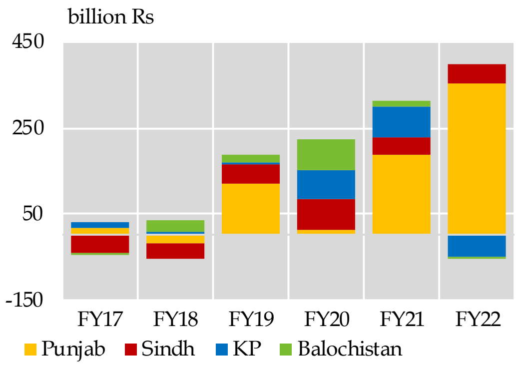

Source: Ministry of Finance

30 منصوبہ بندی کمیشن پاکستان

شکل 4.18: قابلِ تقسیم وفاقی پُول کی منتقلیوں میں حصہ - ہدف اور حقیقی اجرا کا موازنہ

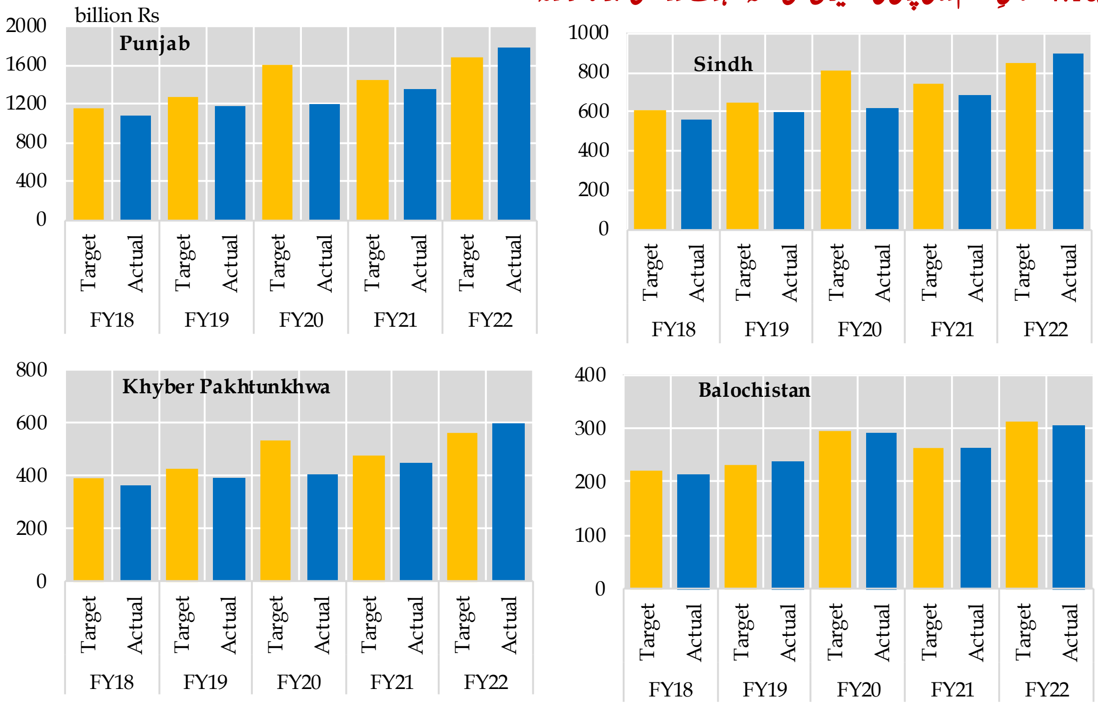

Source: Ministry of Finance

مالی سال 22ء کے لیے صوبوں نے اپنے بجٹ میں مختلف ٹیکس ریلیف اقدامات کا اعلان کیا۔ صوبہ پنجاب کے حکام نے مالی سال 20ء میں متعارف کرائے گئے ٹیکس ریلیف اقدامات کو برقرار رکھا، جن میں یہ شامل ہیں: (1 ہیلتھ انشورنس اور ڈاکٹروں اور اسپتالوں کی فراہم کردہ خدمات پر صفر سیلز ٹیکس؛ (2 32 شعبوں پر خدمات ٹیکس کی شرح کم کر کے 5 فیصد کی گئی، اور؛ (3 شہری علاقوں میں اسٹیمپ ڈیوٹی 5 فیصد سے کم کر کے ایک فیصد کر دی گئی۔[31] سندھ میں مالیاتی حکام نے خدمات پر سیلز ٹیکس کی چھوٹ دیتے ہوئے ہیلتھ انشورنس پالیسیوں کو سیلز ٹیکس سے مستثنیٰ کیا اور ذرائع نقل و حمل اور دیگر آلات پر اسٹامپ ڈیوٹی 2 فیصد سے کم کر کے ایک فیصد کر دی، اس طرح ٹیکس ریلیف کے اقدامات متعارف کرائے۔[32] خیبر پختونخوا میں معاشی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کے لیے 2021-22ء کے بجٹ میں مختلف ٹیکس ریلیف اقدامات کا اعلان کیا گیا، جن میں یہ شامل ہیں: (1 خدمات کے بارہ مختلف زمروں پر عائد ہونے والے سیلز ٹیکس کی پست شرح متعارف کرائی گئی، اور 17 زمروں پر یہ پست شرح برقرار رکھی گئی؛ (2 پیشے، زمین اور زراعت پر ٹیکس کی چھوٹ؛ (3 موٹر گاڑی کی رجسٹریشن فیس کم کر کے ایک روپے کر دیا گیا اور گاڑیوں کی دوبارہ رجسٹریشن مفت کر دی گئی؛ (4 ریگولر ٹیکس دہندگان کے لیے پراپرٹی ٹیکس کم کر دیا گیا۔[33]

ٹیکس ریلیف کے مختلف اقدامات کے باوجود ٹیکس وصولی میں اس بہتری کی بنیادی وجہ ملکی سرگرمیوں میں اضافہ ہے۔ اس کے علاوہ ٹیکس گزاروں کی تعداد بڑھانے کے سلسلے میں صوبائی ٹیکس حکام کے اقدامات کے نتائج بھی اس سے ظاہر ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر پنجاب ریونیو اتھارٹی نے نجی شعبے کے ودہولڈنگ ایجنٹوں کے لیے کئی ورکشاپ کیے جن میں پنجاب میں ان تنظیموں کے ایک ہزار سے زائد نمائندوں نے شرکت کی۔ اتھارٹی نے مخصوص شعبوں جیسے ٹریول ایجنٹوں اور آرکیٹیکٹ حضرات کے لیے ورکشاپ، سیمینار اور ٹیکس کلینکس کا بھی اہتمام کیا۔[34] سندھ ریونیو بورڈ نے سیلز ٹیکس کی وصولی بہتر بنانے کے لیے فروری 2022ء میں پی او ایس یعنی ریئل ٹائم انوائسنگ سسٹم کا اعلان کیا۔[35]

31 مالی سال 2022-23ء کے بجٹ کا قرطاسِ ابیض، محکمہ خزانہ، حکومت پنجاب

32 بجٹ 2021-22ء، محکمہ خزانہ، حکومت سندھ

33 بجٹ 2021-22ء، محکمہ خزانہ، حکومتِ خیبر پختونخوا

34 پنجاب ریونیو اتھارٹی

35 ایس آر بی پریس ریلیز، 28 اپریل 2022ء

مالی سال 22ء میں نان ٹیکس صوبائی محصولات میں 14.6 فیصد کمی واقع ہوئی، جس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ پن بجلی سے کم آمدنی ہوئی، چنانچہ نسبتاً کم منافع خیبر پختونخوا کو دیا گیا۔ صوبے کو 21 ارب روپے ملے جن میں رواں سال کے 9.1 ارب روپے منافع کے ساتھ ساتھ 11.9 ارب روپے کے بقایا جات بھی شامل ہیں[36]۔ دیگر نان ٹیکس محصولات میں سب سے زیادہ حصہ پنجاب سے آیا[37] جس کے بعد خیبر پختونخوا اور سندھ کا نمبر ہے۔

وفاقی قرضوں اور گرانٹس کا سب سے بڑا وصول کنندہ خیبر پختونخوا رہا،[38] جسے مالی سال 22 کے دوران 214.6 ارب روپے حاصل ہوئے، ان میں سے بیشتر گرانٹس اور قرضے خیبر پختونخوا کے ضم شدہ اضلاع میں جاری ترقیاتی اخراجات کو پورا کرنے کے لیے جاری کیے گئے تھے۔[39]

صوبائی اخراجات

مالی سال 22ء کے دوران صوبائی اخراجات میں 27.0 فیصد اضافہ ہوا جو مالی سال 21ء میں 7.9 فیصد تھا۔ اخراجاتِ جاریہ اور ترقیاتی اخراجات دونوں میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔

مالی سال 22ء کے دوران اخراجاتِ جاریہ میں 12.5 فیصد اضافہ ہوا جو مالی سال 21ء میں 11.9 فیصد تھا۔ تمام صوبوں میں سرکاری ملازمین کی پنشن اور تنخواہوں میں اضافے کی بنا پر اخراجاتِ جاریہ بڑھ گئے۔ علاوہ ازیں،

شکل 4.19: صوبوں کی آمدنی کے اہم ذرائع (ماسوائے وفاق کی آمدنی)

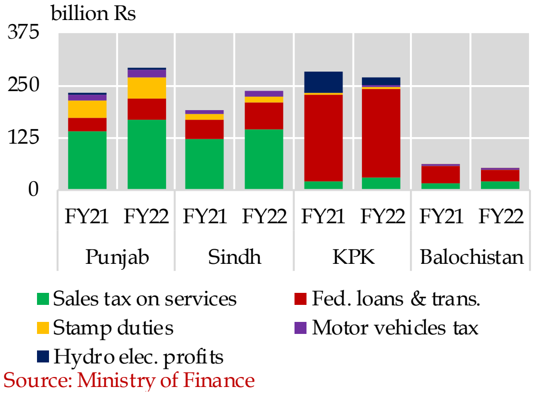

Source: Ministry of Finance

جدول 4.8: صوبائی مالیاتی سرگرمیاں

ارب روپے، نمو فیصد میں

	مجموعی آمد		سال بسال نمو	
	م س 21ء	م س 22ء	م س 21ء	م س 22ء
الف۔ مجموعی آمدنی (الف+ب+ج)	**3,728.0**	**4,687.5**	**15.0**	**25.7**
الف۔ وفاقی آمدنی میں صوبوں کا حصہ	2,741.9	3,589.0	9.5	30.9
ب۔ وفاقی قرضے اور رقوم کی منتقلی	327.5	357.8	48.2	9.3
ج۔ صوبوں کی اپنی آمدنی	658.6	740.7	27.6	12.5
ٹیکس	508.3	612.4	22.9	20.5
نان ٹیکس	150.3	128.3	46.8	-14.6
ب۔ مجموعی اخراجات (الف+ب+ج)	**3,414.4**	**4,336.5**	**7.9**	**27.0**
الف۔ جاری	2,844.2	3,200.8	11.9	12.5
ب۔ ترقیاتی	770.3	1,216.6	23.8	57.9
ج۔ شماریاتی تفرق	-69.1	-80.9		17.1
مجموعی رقم (الف-ب)	**263.3**	**351.0**	**241.7**	**33.3**

ماخذ: وزارتِ خزانہ

اخراجات کی دیگر بڑی مدات عمومی سرکاری خدمات تھیں جن میں انتظامی اور قانون ساز ادارے، مالی اور مالیاتی امور اور تبادلے، امن عامہ اور حفاظت کے امور، بشمول پولیس اور عدالتیں، صحت کے امور بشمول اسپتال اور صحت عامہ کی خدمات اور زراعت، خوراک، آبپاشی اور صنعتی شعبے سے متعلق معاشی امور شامل تھے۔

شکل 4.20: صوبوں کے اخراجات کی تفصیل

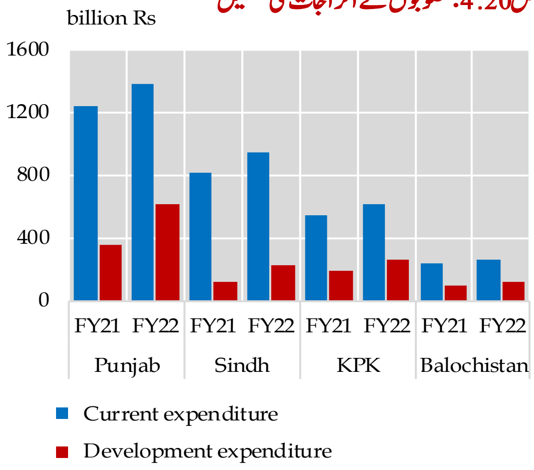

Source: Ministry of Finance

36 مالی سال 21ء میں خیبر پختونخوا کو پن بجلی کا 49.25 ارب روپے خالص منافع موصول ہوا جس میں 36.8 ارب روپے کی سابقہ رقم بھی شامل تھی۔

37 پنجاب میں دیگر غیر ٹیکس محاصل میں قابلِ جائزہ کھاتہ صرف کانوں، تیل کے کنوؤں اور معدنی ترقی کے تحت وصولیاں کا تھا جس میں 11.2 ارب روپے آئے۔

38 صوبوں کو مالی سال 22ء کے دوران جاری شدہ مجموعی گرانٹس اور قرضوں کا 60 فیصد صرف خیبر پختونخوا کو ملا۔

39 وفاق کے زیرِ انتظام قبائلی علاقوں (فاٹا) کو مئی 2018ء میں خیبر پختونخوا میں ضم کر دیا گیا تھا۔

شکل 4.21: ترقیاتی اخراجات میں ترجیحات (صوبائی ترقیاتی اخراجات میں فیصد حصہ)

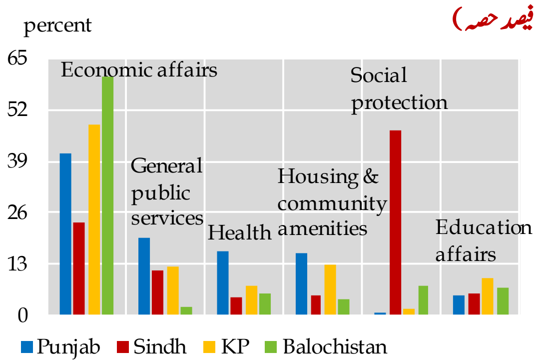

Source: Ministry of Finance

مالی سال 22ء کے دوران ترقیاتی اخراجات میں خاطر خواہ اضافہ ہوا، چاروں صوبوں کے ترقیاتی اخراجات میں دوہندسی نمو دیکھی گئی (**شکل 4.20**)۔ اس اضافے کی وجوہات بنیادی طور پر سماجی شعبے کے اخراجات اور سندھ، پنجاب اور خیبر پختونخوا میں سڑکوں اور ٹرانسپورٹ خدمات کی تعمیر سمیت انفراسٹرکچر کے منصوبوں پر ہونے والے اخراجات ہیں۔ سندھ میں جاری انفراسٹرکچر کے بڑے منصوبوں میں ملیر ایکسپریس وے پروجیکٹ ایم 9-این 5 لنک روڈ پروجیکٹ، اور گھوٹکی-کندھ کوٹ پل شامل ہیں۔[40] پنجاب نے مقامی حکومت اور کمیونٹی ڈویلپمنٹ اسکیموں پر توجہ مرکوز رکھی جیسے ضلعی ترقیاتی پیکیج میں بنیادی ڈھانچے کے لیے 752 اسکیمیں اور پنجاب دیہی پانی کی پائیدار فراہمی اور صفائی کے منصوبے۔[41]

سماجی خدمات کے ضمن میں مختلف صوبائی حکومتوں نے صحت اور تعلیم میں از سر نو دلچسپی لی۔ مثلاً سندھ نے کئی اسپتالوں، صحت کے اداروں، این جی اوز اور وقف اداروں کو گرانٹ اور فنڈز دینے کو ترجیح دی اور ہنگامی صورت حال میں فوری طبی امداد اور منتقلی کے لیے ریسکیو 1122 کی خدمات متعارف کرائیں۔ پنجاب نے صوبے میں صحت خدمات کی فراہمی کے لیے 100.2 ارب روپے خرچ کیے جن میں سے 65.3 ارب روپے صرف بیمہ اور حفظانِ صحت کی خدمات کے لیے مختص کیے گئے (**شکل 4.21**)۔

40 سندھ کے بجٹ 2022-23ء کی تقریر

41 مالی سال 2022-23ء کے بجٹ کا قرطاسِ ابیض، محکمہ خزانہ، حکومتِ پنجاب